۳۵

خلافت جوبلی کے موقع پر جلوس اور چراغاں

جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کے متعلق مقامی جماعت کو اہم ہدایات

(فرمودہ ۸؍ دسمبر ۱۹۳۹ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

''اخبارات مَیں مختلف اعلانات خلافت جوبلی کے متعلق نکل رہے ہیں ان اعلانات کے پڑھنے کے بعد میں بعض باتیں کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

مَیں نے مجلس شوریٰ کے موقع پر بھی ان باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی مگر انسان کی فطرت ایسی ہے کہ وہ نقل کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے بہ نسبت عقل کے۔ کیونکہ نقل کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے اور عقل سے کام لینا مشکل ہوتا ہے۔ یہ زمانہ عیسائیت کے فروغ کا زمانہ ہے۔ وہ قومیں جو آہستہ آہستہ ترقی کرتی ہیں ان میں مظاہرے کرنے کی عادت زیادہ ہوتی ہے اور جن کو یکدم غلبہ حاصل ہوتا ہے وہ چونکہ حقیقت سے آشنا ہو چکی ہوتی ہیں اور مقصود ان کو مل چُکا ہوتا ہے اس لئے ان کو مظاہروں کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ جو ماں باپ بچوں کے ساتھ رہتے ہیں انہیں ان کی تصویریں رکھنے کا شوق اتنا نہیں ہوتا لیکن جن کے بچے ان سے دُور ہوتے ہیں انہیں تصویروں کی طرف زیادہ خیال ہوتا ہے کیونکہ جب اصل انسان کے سامنے نہ ہو تو وہ نقل سے دل بہلانے کی کوشش کرتا ہے۔ جن قوموں کو خدا مل جاتا ہے وہ بُتوں اور بُت خانوں کی طرف توجہ نہیں کرتیں لیکن جن کو خدا نہیں مِلا ہوتا وہ بُتوں اور بُت خانوں کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے

کیونکہ کچھ نہ کچھ خدا تعالیٰ کا نقشہ ضرور چاہیئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو قریب عرصہ میں خدا تعالیٰ نے وہ باتیں دلا دیں جو ان کے اور ان کی قوم کے متعلق موعود تھیں۔ اس لئے ان کی قوم میں ایسے مظاہروں کی طرف توجہ نہ تھی۔ عیسائیوں کو ایک لمبے عرصہ کے بعد وہ باتیں حاصل ہوئیں اس لئے وہ درمیانی زمانہ میں مظاہرے کرتے رہے کیونکہ کچھ نہ کچھ تو دل خوش کرنے کے لئے ہونا چاہیئے۔ پھر مسلمانوں کو ان کے موعود انعامات بہت ہی تھوڑے عرصہ میں حاصل ہوگئے کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم کو جتنے وقت میں کامیابی حاصل ہوئی تھی اس کے ایک تہائی زمانہ میں اُنہوں نے کامیابیاں دیکھ لیں۔ اس لئے ان کو بھی کوئی ضرورت نہ تھی کہ ایسے مظاہرے کرتے اور نقلیں کرتے۔ ہمارا زمانہ بھی عیسوی زمانہ کے نقش قدم پر ہے اور اس کے لئے آہستہ آہستہ ترقی موعود ہے۔ اس لئے ہمارے لوگوں میں بھی لازماً گدگدی پیدا ہوتی ہے کہ اگر ابھی فتح دور ہے تو فتح کے زمانہ کی نقل تو بنائیں۔ ہندوؤں میں بعض قومیں مثلاً بھابڑے ایسے ہیں جو گوشت کبھی نہیں کھاتے اور اس بارہ میں بڑی احتیاط کرتے ہیں مگر چونکہ اپنے ہمسائے میں ان کے کانوں میں ایسی آوازیں آتی رہتی ہیں کہ ذرا ایک بوٹی اَور دینا یا یہ کہ آج کباب بناتے ہیں اور پھر گوشت کی خوشبو بھی آتی ہے۔ اس لئے ان میں سے بعض کی نسبت کہا جاتا ہے کہ جب گوشت کا بہت شوق پیدا ہو تو بڑیاں بنا لیتے ہیں اور پھر ان کو ہی بوٹیاں فرض کر لیتے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں کہ ایک بوٹی مجھے بھی دینا ذرا شوربا اَور ڈال دینا وغیرہ اور اس طرح وہ بڑی کو بوٹی کہہ کر اپنے دل کو تسلی دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ لڑکیوں کو دیکھ لو خدا تعالیٰ نے ان کی فطرت میں اولاد پیدا کرنا اور اس سے محبت کرنا رکھا ہوتا ہے مگر ابھی ان کی عمر اتنی نہیں ہوتی کہ ان کی شادی ہو اور اولاد ہو اس لئے وہ گڑیا بنا لیتی ہیں اور اسی سے پیار کرتی ہیں اور کہتی ہیں لاؤ اسے دودھ دیں، میری بچی روتی کیوں ہے وغیرہا وغیرہا۔ یہ ان کی فطرت کا تقاضا ہوتا ہے مگر زمانہ ابھی آیا نہیں ہوتا اس لئے وہ ایسی باتوں سے ہی دل بہلا لیتی ہیں۔ مَیں ڈرتا ہوں بلکہ مَیں اس کے آثار دیکھ رہا ہوں کہ اس قسم کے نقص جماعت میں پیدا نہ ہو جائیں۔ مظاہرات کی طرف طبیعت فطرتاً مائل ہوتی ہے اور لوگ چاہتے ہیں کہ چراغاں کیا جائے اور جلوس نکالے جائیں چاہے کتنی قیدیں لگا دو پھر بھی کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ایسا کر ہی لیا جاتا ہے۔ یہاں خلافت

یا خلافت جوبلی کا سوال نہیں بلکہ اہم سوال یہ ہے کہ ہم نے اسلام کی تعلیم کو قائم رکھنا ہے۔ خلافت تو الگ رہی نبوت بھی اسلامی تعلیم کے تابع ہے کیونکہ اسلام دائمی صداقت کا نام ہے اور ہر عقلمند شخص یہ تسلیم کرے گا کہ دائمی صداقت انبیاء پر بھی بالا ہے۔ دائمی صداقت کو انبیاء کے لئے قُربان نہیں کیا جاتا بلکہ انبیاء اس کے لئے اپنی جانیں قُربان کرتے ہیں اور ہمیشہ ادنیٰ چیز اعلیٰ کے لئے قُربان کی جاتی ہے اعلیٰ ادنیٰ کے لئے نہیں۔ قرآن کریم نے یہ کہیں نہیں کہا کہ اگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان خطرہ میں ہو تو توحید کو قُربان کر دیا جائے، صداقت اور حق کو قُربان کر دیا جائے۔ یہ کہا ہے کہ اے محمدؐ قرآن کی خاطر تو اپنے آپ کو قُربان کر دے۔ پس صداقت انبیاء سے بھی بالا چیز ہے۔ انسان خواہ وہ نبی ہو یا نبیوں کا سردار بہرحال صداقت کے تابع ہے۔ جہاں تک صداقت کی اشاعت کا تعلق ہوتا ہے نبی بے شک بمنزلہ سورج کے ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کے ذریعہ صداقت قائم ہوتی ہے۔ صداقت کو شُہرت اور عزت ان کے ذریعہ ہی ملتی ہے اِس لئے تمثیلی طور پر اللہ تعالیٰ ان کو سورج بھی قرار دیتا ہے ورنہ حقیقتاً وہ قمر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تمام انبیاء ضیاء الحق یعنی خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں جو اصل صداقت ہے قمر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کو سورج کہنا ایسی ہی بات ہے جس طرح ماں باپ کی عزت ہر مذہب میں ضروری ہے اور اسلام نے تو اس پر زیادہ زور دیا اور فرمایا ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے[1] قرآن کریم کا حُکم ہے کہ ان کے سامنے اُف تک نہ کرو[2] مگر باوجود اس کے ماں باپ اپنے بچے کو کہتے ہیں کہ مَیں قُربان جاؤں، واری جاؤں۔ ان کا کہنا مقام کے لحاظ سے نہیں ہوتا بلکہ اظہارِ محبت کے لئے ہوتا ہے۔ اسی طرح انبیاء کبھی شمس بھی کہلاتے ہیں مگر اصل مقام ان کا اَلْحَقّ کے مقابلہ میں قمر کا ہی ہوتا ہے اس کی ایسی مثال ہے جیسے کسی دن جب جوّ بالکل صاف ہو مطلع بالکل ابر آلود نہ ہو، چاند چودھویں کا ہو اور وہ تمام باتیں جن سے روشنی تیز ہوتی ہے موجود ہوں تو کوئی شخص کہے کہ آج چاند کیا ہے سورج ہے۔ اس کے معنے یہ ہوں گے کہ آج چاند سورج سے اتنا مشابہہ ہے کہ اس کا دوسرا نام رکھنا ٹھیک نہیں اس لئے بالکل وہی نام دینا چاہئے۔

تو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے مواقع پر ہمیشہ شریعت کی حفاظت اور اسے سب باتوں پر مقدم

رکھنا چاہئے۔ جلوس وغیرہ اسلام میں ثابت نہیں ہیں یعنی ایسے جلوس جیسے آجکل نکلتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ دوسرے شہروں میں جو جلوس وغیرہ نکلتے ہیں ان کے مقابلہ میں قادیان کے جلوس اسلامی جلوس کے سب سے زیادہ قریب ہوتے ہیں مگر پھر بھی مجھ پر یہ اثر ہے کہ قادیان میں جو جلوس نکلتے ہیں وہ بھی خالص اسلامی جلوسوں کے مشابہہ نہیں ہیں۔ اسلام کے زمانہ میں ہمیں یہ تو نظر آتا ہے تاریخ سے ثابت ہے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کے عمل سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ جماعت مسلمین جمع ہو کر خاص بازاروں میں سے گزر رہی ہے اور جب لوگ ایک دوسرے کے سامنے آتے ہیں تو کسی تکلیف کے بغیر ایک دوسرے کو بُلند آواز سے سلام کہتے ہیں یا تکبیر وتحمید کرتے ہیں مگر یہ کہ ایک شخص شعر پڑھتا ہے اور دوسرے اس کے پیچھے لحکتے جاتے ہیں اور وہی شعر پڑھتے ہیں یہ کہیں سے ثابت نہیں۔ مَیں تو خیال کیا کرتا ہوں کہ اگر کوئی مجھے ایسا کرنے کے لئے کہے اگر تو وہ حاکم مذہب ہو جس کی اطاعت ضروری ہے تو اَور بات ہے ورنہ مَیں کبھی ایسا نہ کرسکوں۔ میری فطرت اسے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مجھے تو یہ جلوس دیکھ کر بچپن کا وہ زمانہ یاد آجاتا ہے جب بچے اکٹھے ہو کر کھیلا کرتے تھے اور ایک دوسرے کی کمر کو پکڑ کر کہتے تھے کہ ہم بکرا لینے آئے ہیں۔ مَیں نے پہلے بھی کئی دفعہ اس سے منع کیا ہے مگر پھر بھی بعض لوگ اسی طرح کرنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ اگر سنجیدگی سے کام لیا جائے تو ایسے موقع پر دل میں ذکرِ الٰہی کرنا چاہئے۔ ہاں جیسا کہ سنت ہے جب کوئی دوسری جماعت سامنے آتی ہوئی نظر آئے تو تکبیر اور تسبیح وتحمید کرنی چاہئے۔ اسلام بیشک شعر پڑھنے اور سُننے کی اجازت دیتا ہے اَور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے مگر اس قسم کا کورس مَیں نے اسلام میں کہیں نہیں دیکھا (کورس سے مشابہہ ایک صورت اسلام میں ہے اور وہ امام کے پیچھے آمین کہنے کی ہے۔ اسی طرح بعض آیات قرآنیہ کے جواب میں بعض فقرات کہے جاتے ہیں لیکن یہ اوّل تو نثر میں ہوتا ہے دوسرے نماز میں اور خاص سنجیدگی کے ساتھ ہوتا ہے۔ بازاروں میں اس طرح کرتے پھرنے کی مثال پر اور شعر پڑھ پڑھ کر ایسا کرنے کے متعلق میں اِس وقت بات کر رہا ہوں اور اس کی مثال مجھے نہیں ملی۔) حالانکہ جہاں تک کوشش ہوسکتی ہے مَیں نے اسلامی تاریخ کا مطالعہ بہت لمبا اور گہرا کیا ہے۔ اگر کسی اور کو اس کی کوئی مثال معلوم ہو تو

وہ مجھے بتا دے۔ مَیں تسلیم کرلوں گا۔ مجھے اسلامی تاریخ میں یہ تو ملتا ہے کہ عورتیں مل کر شعر پڑھتی ہیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو ان کے استقبال کے لئے عورت مرد نکلے اور جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے تو اُنہوں نے شعر بھی پڑھے مگر یہ اس زمانہ کی بات ہے جب اہلِ مدینہ اسلام سے اچھی طرح واقف نہ تھے۔ اس وقت عورتوں نے جو شعر پڑھنے وہ اس طرح شروع ہوتے تھے

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا　مِنْ ثَنِيَّةِ الْوِدَاعِ [۳]

یعنی آج ہم پر چودھویں رات کا چاند فلاں گوشے سے طلوع ہوا ہے۔ یہ سب لوگ استقبال کے لئے باہر نکلے تھے اور جب آپ کو دیکھا تو یہ شعر پڑھنے لگے مگر یہ وہ زمانہ تھا جب ان لوگوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح دیکھا بھی نہ تھا بلکہ یہ وہ زمانہ تھا جب ان لوگوں نے آپؐ کے ساتھ یہ معاہدہ کیا تھا کہ اگر آپ پر کوئی دشمن مدینہ میں حملہ آور ہوگا تو ہم آپ کی مدد کریں گے لیکن اگر آپ مدینہ سے باہر لڑنے جائیں تو ہم پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی مگر اس سے زیادہ پھر بھی ثابت نہیں کہ لوگوں نے جمع ہوکر شعر پڑھے۔ یہ ثابت نہیں کہ تکلف کے ساتھ ایک پہلے شعر پڑھتا ہے دوسرے اس کے پیچھے مٹکتے جاتے ہیں اور بعد میں اس کے شعر کو یا اس کے ٹکڑے کو دہرا دیتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود شعر پڑھوا کر سُنتے تھے۔ بعض بیوقوف اس پٹھان کی طرف جس نے کہہ دیا تھا کہ خوہ محمدؐ صاحب کا نماز خراب ہوگیا اس کو جائز نہیں سمجھتے مگر یہ حقیقت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود کہہ کہہ کر بعض دفعہ شعر پڑھواتے تھے۔ جہاد کو جاتے ہوئے خوش الحانوں سے کہہ کر شعر پڑھوانا تو حدیثوں میں کثرت سے ثابت ہے۔ پھر حدّی خوانی تو عربوں کی مشہور ہے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے منع نہیں فرمایا۔ اونٹ شعر پر عاشق ہوتا ہے اور اسے سُن کر تیز چلتا ہے تو اس قسم کی شعر خوانی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں ثابت ہے۔ اپنے بے تکلف دوستوں کی مجالس میں مَیں بھی بچپن میں شعر پڑھ لیا کرتا تھا۔ اب تو گلے کی تکلیف کی وجہ سے خوش آوازی ہی باقی نہیں رہی شعر کیا پڑھنا ہے اور اگر ہو بھی تو مجلس میں شعر پڑھنے سے مجھے حجاب ہے مگر اس کے باوجود مَیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ میری فطرت کے خلاف ہے۔ بچپن میں

مَیں پڑھتا رہا ہوں لیکن جس طرح یہاں جلوسوں میں کیا جاتا ہے اس طرح نہ مَیں نے کبھی کیا ہے اور نہ میری فطرت اسے برداشت کرسکتی ہے۔ ہاں بعض ادعیہ حدیثوں سے ثابت ہیں ان کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شعر بھی ہوتے تھے اور پڑھے بھی جاتے تھے اور وہی طریق اب تم بھی اختیار کرسکتے ہو مگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فعل پر زیادتی کی کیا ضرورت ہے۔ جلوس کی صورت میں جمع ہو کر چلنا ثابت ہے اور پھر یہ بھی ثابت ہے کہ جب دو جماعتیں آپس میں ملیں تو بُلند آواز سے تکبیر یا تسبیح وتحمید بھی کریں۔ عید کے موقع پر بھی ایسا کرنے کا حُکم ہے اور ہم کرتے ہیں مگر یہ جلوس نکالنے والے عید پر تکبیر اور تسبیح وتحمید نہیں کرتے۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ عید کے روز بھی یہ اسی طرح بُلند آواز سے تکبیر اور تسبیح وتحمید کہتے ہوئے جائیں۔ میرا گلا خراب ہے مَیں خوش الحانی کے طور پر صرف اونچی آواز نکال سکتا ہوں ہلکی نہیں نکال سکتا اور اگر آہستہ تلاوت کرنا چاہوں یا شعر پڑھنا چاہوں تو آواز مُنہ میں ہی رہ جاتی ہے یا تو آواز بالکل چھوٹی نکلے گی یا بہت بڑی مگر پھر بھی مَیں کوشش کر کے بڑی عید کے موقع پر جب ایسا کرنے کا حُکم ہے تکبیر اور تسبیح وتحمید کرتا ہوں مگر یہ جلوس نکال کر شور کرنے والے چُپ کر کے پاس سے گزر جاتے ہیں۔ پس اگر اس رنگ میں جو کہ مَیں نے بتایا ہے اور جو اسلامی جلوس کا رنگ ہے کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اس طرح ذکر الٰہی کی کثرت ثواب کا بھی موجب ہے اور دوسرے اگر نقل کریں تو ان کے دلوں میں بھی خدا کی بڑائی پیدا ہوگی اور پھر ان کو بھی ثواب ہوگا لیکن جس طرح یہاں عام طور پر جلوس نکالے جاتے ہیں ان کا ثبوت اسلامی تاریخ میں نہیں ملتا۔ اسی طرح چراغاں کا سوال ہے۔ مجھ سے میری ایک لڑکی نے سوال کیا۔ اس نے کہا مَیں نے اپنی فلاں عزیز سے پوچھا تھا تو اس نے کہا کہ مجلس شوریٰ میں حضرت (خلیفۃ المسیح) نے چراغاں کرنے سے جماعت کو منع کیا تھا افراد کو نہیں۔ مَیں نے کہا ہاں یہ درست ہے اس قدر بات بالکل درست تھی کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ مَیں نے افراد کو منع نہیں کیا تھا مگر اس وقت افراد کا سوال بھی تو پیش نہ تھا۔ پھر اس کے بعد یہ بازگشت میرے کانوں میں آنی شروع ہوئی کہ افراد بیشک چراغاں کریں۔ حالانکہ شوریٰ کے موقع پر جماعت کو منع کرنے کے یہ معنے نہیں تھے کہ افراد بیشک کریں۔ اُس وقت چونکہ جماعت ہی کے بارہ میں مجھ سے سوال کیا

گیا تھا مَیں نے اتنا ہی جواب دے دیا۔ افراد کے متعلق نہ مجھ سے پوچھا گیا اور نہ مَیں نے بتایا۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بڑھیا عورت آئی جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی تھی اس کے ساتھ بوجہ اس کے کہ وہ عمر میں بڑی تھی آپ اس قسم کی بے تکلّفی فرما لیتے تھے جیسا کہ بڑوں سے انسان کر لیا کرتا ہے۔ اس نے دریافت کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! کیا مَیں جنت میں داخل ہوں گی؟ آپ نے فرمایا کوئی بڑھیا جنت میں داخل نہیں ہو سکے گی۔[4] درحقیقت اس کا سوال بیوقوفانہ تھا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پتہ کہ کون جنت میں داخل ہوگا؟ پس آپؐ نے سوال کے رنگ میں ہی جواب دیا اور فرمایا کہ کوئی بڑھیا جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ جنت میں سب جوان ہوں گے۔ آخر جنت کی نعماء حظ اُٹھانے کے لئے ہیں اور اگر نہ مُنہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت ہو، کمر جھکی ہوئی ہو، آنکھیں بصارت کھو چکی ہوں تو جنت کی نعماء سے انسان کیا فائدہ اُٹھا سکتا ہے؟ پس آپ کا جواب بالکل درست تھا اور سوال کے مطابق الفاظ میں دیا گیا تھا۔ اس عورت نے نہ غور کیا اور نہ آپ سے پوچھا بلکہ یہ بات سُنتے ہی رونے لگ گئی۔ اس پر آپ نے فرمایا تم روتی کیوں ہو؟ اس نے کہا اس لئے کہ آپ فرماتے ہیں تُو جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ آپ نے فرمایا مَیں نے یہ تو نہیں کہا کہ تم داخل نہیں ہوگی۔ مَیں نے تو کہا ہے کہ کوئی بڑھیا داخل نہیں ہو سکے گی اور یہ صحیح بات ہے کیونکہ جنت میں سب جوان ہو کر داخل ہوں گے۔ تو اسی رنگ میں اپنی لڑکی کو جواب دیا اور کہا کہ مَیں نے افراد کو چراغاں سے منع نہیں کیا تھا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ شوریٰ میں سوال ہی جماعت کا تھا ورنہ مذہبی خوشیوں کے مواقع پر چراغاں شریعت سے ثابت نہیں۔ ہاں عیسائیوں سے ثابت ہے۔ بعض نقال کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بادشاہ کی جوبلی پر چراغاں کیا۔ مگر بادشاہ کی جوبلی پر تو مَیں بھی کرنے کو تیار ہوں۔ سوال تو یہ ہے کہ کیا خلافت جوبلی پر بھی ایسا کرنا جائز ہے؟ ہمیں کئی ہندو ملتے ہیں اور ہاتھ سے سلام کرتے ہیں اور جواب میں ہم بھی اس طرح کر دیتے ہیں مگر مسلمان کو تو اس طرح نہیں کرتے بلکہ اسے تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہتے ہیں تو جن چیزوں کی حرمت ذاتی نہیں بلکہ نسبتی ہے بلکہ حرمت ہے ہی نہیں صرف کراہت ہے اسے ہم اپنے لئے تو اختیار نہیں کر سکتے ہاں دوسرے کے لئے کرنے کو تیار ہیں۔ جب ترکی سفیر

حسین کامی یہاں آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک خاص آدمی بھیج کر لاہور سے اس کے لئے سگریٹ اور سگار منگوائے۔ کیونکہ قرآن کریم میں تمباکو کا ذکر نہیں آتا صرف قیاس سے اس کی کراہت ثابت کی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اس سے کراہت کرتے تھے مگر مہمان کے لئے لاہور سے منگوائے۔ اسی طرح چراغاں اپنی ذات میں بیشک منع نہیں سب لوگ اپنے گھروں میں لیمپ یا دیئے وغیرہ جلاتے ہیں اس لئے غیروں کی دلجوئی اور انہیں خوش کرنے کے لئے ان کی کسی تقریب پر چراغاں کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اب بھی اگر بادشاہ یا حکومت کی کوئی تقریب ہو اور وہ کہے کہ چراغاں کرو تو ہم کر دیں گے کیونکہ حکومت کی عزت ہم پر خدا تعالیٰ کی طرف سے واجب ہے اور ایسا کر دینے سے ہمارا خدا بھی ہم سے خوش ہوگا اور حکومت بھی مگر یہی بات ہم اپنی کسی مذہبی تقریب پر اختیار نہیں کر سکتے۔ اگر تو حُکم کے ماتحت چراغ جلاتے ہیں تو ہمیں ثواب بھی پہنچتا ہے کہ ہم نے حُکم مانا۔ یہ جلانا ضائع نہیں جائے گا ورنہ یوں کسی غریب کو روٹی کھلا دینا اس سے بہت زیادہ بہتر ہے کہ انسان گھر میں پندرہ بیس دیئے جلائے۔ دیئے جلانے میں کم سے کم ڈیڑھ دو آنہ کا تیل تو ضائع ہوگا اور اتنے پیسوں میں دو غریبوں کا جو فاقہ سے تڑپ رہے ہوں پیٹ بھرا جا سکتا ہے۔ بتاؤ یہ اچھا ہے کہ دیئے جلا کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا لی جائے یا کسی غریب کا پیٹ بھر کر اللہ تعالیٰ کو خوش کیا جائے؟ تو چراغاں کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ اس کا شریعت نے حُکم دیا ہے۔ شریعت نے صدقہ کا حُکم دیا ہے اور اس سے کئی فوائد بھی ہیں۔ اس طرح کئی لوگوں کی طرف جن کا ہمیں پتہ بھی نہیں ہوتا توجہ ہو جاتی ہے اور پھر دوسرے کی مصیبت اور اپنی خوشی کے موقع پر اس کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ پس ایسی تقریبات کے موقع پر ہمیں خیال رکھنا چاہئے کہ یورپین لوگوں کی نقل نہ ہو بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل ہو۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے متعلق فرمائے گا کہ ان کو جنت میں اعلیٰ انعام دو۔ مَیں بھوکا تھا انہوں نے مجھے کھانا کھلایا، مَیں ننگا تھا انہوں نے مجھے کپڑے پہنائے۔ وہ لوگ استغفار پڑھیں گے اور کہیں گے یا الٰہی یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تو بھوکا پیاسا یا ننگا ہو اور ہم کنگال کیا حیثیت رکھتے تھے کہ تجھے کھانا کھلاتے یا کپڑے پہناتے مگر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ نہیں تم نے ایسا ہی کیا۔ جب کہ میرے

غریب بندے بھوکے تھے اور تم نے ان کو کھانا کھلایا۔ وہ پیاسے تھے تم نے اُنہیں پانی پلایا، وہ ننگے تھے اور تم نے انہیں کپڑے پہنائے۔[5] غور کرو یہ کتنا عظیم الشان درجہ ہے جو غریبوں کو کھانا کھلانے سے حاصل ہوسکتا ہے اور خوشیوں کو ایسے رنگ میں منانے سے ہوسکتا ہے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مگر تیل خرچ کر دینے پر خدا تعالیٰ کیا کہہ سکتا ہے؟ کیا وہ کہے گا کہ ان میرے بندوں کو جنت میں اعلیٰ درجہ کے انعام دو کیونکہ یہ بازار سے تیل خرید کر لائے، بہت سے دیئے جلائے اور اس طرح اپنی آنکھیں تو خوش کر لیں مگر میرے کسی بھوکے اور پیاسے بندے کی خبر نہ لی۔ یہ فقرہ اللہ تعالیٰ کی زبان پر سجتا نہیں مگر وہ دوسرا فقرہ تو دل کو لگتا ہے اور اس سے ایسا درد پیدا ہوتا ہے کہ ہر انسان کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے کہ کسی طرح اسے خدا تعالیٰ سے اپنے لئے سُن لے مگر یہ تو ایسا ہے کہ نہ اسے کان برداشت کر سکتے ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کی زبان سے زیب دیتا ہے۔ پس جو کرنا چاہو کرو لیکن شریعت کے مطابق کرو اور ایسے رنگ میں کرو کہ دُنیا بھی زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکے۔ جب تمہارے کام دُنیا کے لئے مفید بن جائیں گے تو خدا تعالیٰ دُنیا کے دوسرے کاموں کو بھی تمہارے لئے مفید بنا دے گا۔ جب تم لوگوں کے لئے اپنے کاموں کو مفید بناؤ گے تو خدا تعالیٰ دوسروں کے کام تمہارے لئے مفید بنا دے گا۔

دوسری بات جو مَیں کہنا چاہتا ہوں اور جس کے لئے اب مَیں ایک دو منٹ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتا یہ ہے کہ جلسہ سالانہ کے دن قریب ہیں اس کے لئے دوستوں کو چاہئے کہ اپنی خدمات اور مکانات بھی پیش کریں۔ جن کے دلوں میں یہ جوش اُٹھتا ہے کہ جوبلی کے موقع پر شعر پڑھتے ہوئے چلتے جائیں انہیں چاہئے کہ جلسہ پر آنے والوں کے لئے مکان بھی خالی کر کے دیں اور اپنی خدمات بھی پیش کریں۔ پس اگر جوبلی کے موقع پر خوشی منانا چاہتے ہو تو اس کا بہترین طریق یہی ہے کہ غرباء کو کھانا کھلاؤ، مکانات خالی کر کے مہمانوں کے لئے پیش کرو اور اپنے افراد کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں فارغ کر کے خدمات کے لئے پیش کرو۔ یہ تو ٹھیک نہیں کہ تم لوگوں کے لئے اعلان تو یہ کرو کہ آجاؤ آجاؤ اور اگر وہ آجائیں تو نہ ان کے رہنے کے لئے کوئی مکان ملے اور نہ کوئی خدمت کرنے والا ہو۔ لوگ آئیں اور یہاں ان کے

لئے نہ رہائش کا انتظام ہو اور نہ کوئی پوچھنے والا ہو تو وہ یہی کہیں گے کہ یہ کتنے بے حیا لوگ ہیں۔ پہلے تو شور کر رہے تھے کہ آؤ آؤ اور اب آئے ہیں تو کہتے ہیں کہ تم سے کوئی جان پہچان ہی نہیں۔ جب لوگ زیادہ آئیں گے تو ان کے کھانے پینے کے لئے بھی زیادہ اشیاء درکار ہوں گی، مکان بھی زیادہ درکار ہوں گے اور خدمت کرنے والے بھی زیادہ چاہئیں۔ مَیں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ منتظمین کا یہ خیال کہ اس موقع پر بہت زیادہ رؤسا آئیں گے اور سینکڑوں غیر احمدی امراء شامل ہوں گے صحیح نہیں۔ تمہارے دلوں میں بیشک خلافت اور خلافت جوبلی کی عزت ہوگی مگر دوسروں کے نزدیک اس کی کیا عزت ہوسکتی ہے۔ پندرہ بیس غیر احمدی رؤسا تو ممکن ہے رونق دیکھنے کے لئے آجائیں یا ممکن ہے کچھ احمدیوں کے دوست آجائیں مگر یہ کہ ہزاروں دوڑے چلے آئیں گے غلط ہے۔ ان کے نزدیک خلافت جوبلی کی نہ کوئی قیمت ہے اور نہ اہمیت۔ ایاز قدر خود بشناس۔ آج تمہاری کیا حیثیت ہے کہ بڑے بڑے لوگ دوڑے چلے آئیں گے۔ آج اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو بے شک تمہاری قدر ہے مگر بڑے لوگوں کے نزدیک کوئی نہیں۔ آج تو بعض جگہ ایک نمبردار بھی تمہارے پاس سے گزرتا ہے تو ناک چڑھا کر کہہ دیتا ہے کہ یہ بے حیثیت لوگ ہیں مگر تم سمجھتے ہو کہ تمہاری بڑی اہمیت ہے۔ آج صرف خدا تعالیٰ کے گھر میں تمہاری اہمیت ہے اس لئے تم اسی کی طرف توجہ کرو جس کے گھر میں تمہاری عزت ہے۔ اسی پر نگاہ رکھو۔ دنیاداروں کے نزدیک ابھی تمہاری عزت کوئی نہیں۔ بیشک ایک دن آئے گا جب ان کے نزدیک بھی عزت ہوگی اور اس وقت یہ لوگ بھی کہیں گے کہ ہم تو ہمیشہ سے ہی اس طرف مائل تھے مگر ابھی وہ دن نہیں آیا۔ اس کے لئے ابھی بہت زیادہ قُربانیوں کی ضرورت ہے جب وہ کرلو گے تو وہ دن آئے گا اور اس وقت بادشاہ بھی تمہاری طرف مائل ہوں گے اور کہیں گے کہ ہم تو بچپن سے ہی اس طرف مائل تھے محض اتفاق ہے کہ اب تک اس طرف نہ آسکے۔ گو اب تو معمولی نمبردار بھی ناک چڑھا کر گزر جاتا ہے اور کہتا ہے معلوم نہیں کہ یہ کون لوگ ہیں اور کون نہیں۔ ہر زمانہ کی حیثیت علیحدہ ہؤا کرتی ہے۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں مخالفین نے مسجد کا دروازہ بند کر دیا اور آپ کئی دفعہ گھر میں پردہ کرا کر لوگوں کو مسجد میں لاتے اور کئی لوگ اوپر سے ہو کر آتے۔ سال یا چھ ماہ تک یہ راستہ بند رہا۔ آخر

مقدمہ ہؤا اور خدا تعالیٰ نے ایسے سامان کئے کہ دیوار گرائی گئی۔ بعض خوابیں بھی عجیب ہوتی ہیں۔ مَیں نے اس زمانے میں خواب دیکھا کہ مَیں بڑی مسجد سے جارہا ہوں اور دیوار گرائی جارہی ہے۔ مَیں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو مولوی صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل تشریف لارہے ہیں مَیں نے ان سے کہا کہ دیوار گرائی جارہی ہے۔ خدا کی قدرت ہے کہ پہلے ایک مقدمہ ہؤا وہ فیل ہؤا، دوسرا ہؤا وہ ناکام ہؤا، تیسرے میں کامیابی ہوئی اور دیوار گرانے کا حُکم ہؤا۔ مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفۂ اوّل درس دے رہے تھے جب درس ختم ہؤا اور مَیں گھر کو چلا تو دیکھا کہ دیوار گرائی جارہی ہے۔ مَیں نے پیچھے دیکھا تو حضرت خلیفۂ اوّل آرہے تھے اور مَیں نے ان سے کہا کہ دیوار گرائی جارہی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح ہؤا جس طرح مَیں نے خواب میں دیکھا تھا جہاں تک مجھے یاد ہے۔ مَیں نے یہ خواب حضرت خلیفۂ اوّل کو سُنائی ہوئی تھی اور اُنہوں نے میری بات سُن کر فرمایا کہ تمہاری خواب پوری ہوگئی۔ پھر وہ بھی دن تھے کہ چوک میں جہاں آج کل موٹریں گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں اس کے سامنے لوگ جانور باندھنے کے لئے کیلے گاڑ کر جانور باندھ دیتے تھے اور جب احمدی اندھیرے میں مہمان خانہ سے نماز کے لئے آتے تو ٹھوکریں کھا کر گرتے مگر آج یہ زمانہ ہے کہ کہتے ہیں قادیان میں احمدی ظلم کرتے ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ مان لو احمدی ظلم کرتے ہیں مگر کیا یہ اللہ تعالیٰ کا نشان نہیں؟ مَیں مان لیتا ہوں کہ احمدیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل نہ کیا مگر اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی تو بہرحال ظاہر ہے۔ مانا کہ ہم ظالم ہو گئے مگر اس ظلم کی توفیق کا ہمیں ملنا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا پورا ہونا ہے۔ تم ہمیں ظالم مان لو مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تو ایمان لے آؤ۔

اس میں شُبہ نہیں کہ غالباً جماعت کے لوگ اس سال زیادہ آئیں گے گو بعض روکیں بھی ہیں جنگ کی وجہ سے سرکاری ملازموں کو چھٹیاں نہیں مل سکیں گی یا کم ملیں گی اس لئے ان میں کمی کا امکان ہے۔ اس لئے ممکن ہے کمی بیشی اس طرح پوری ہو جائے لیکن بہرحال سمجھنا یہی چاہئے کہ اس سال پہلے سے زیادہ لوگ آئیں گے اس لئے زیادہ مکانوں اور زیادہ خادموں کی ضرورت ہوگی اور اگر واقع میں تمہارے دلوں میں خوشی ہے تو اس کا اظہار اس طرح کرو کہ زیادہ سے زیادہ

مکانات خالی کر کے دو اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں خدمات کے لئے نام پیش کرو۔ یہ ہم خرما، ہم ثواب کا موجب ہوگا۔ خوشی بھی حاصل ہو جائے گی اور ثواب بھی حاصل ہوگا اور اگر ثواب کی نیت نہ ہوگی تو میلہ ٹھیلہ تو ہو ہی جائے گا۔ میلوں میں کیا ہوتا ہے۔ جب لوگ جمع ہوتے ہیں تو دیکھنے والے کو کیا مل جاتا ہے؟ کیا اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے یا اسے کوئی اور ذاتی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ لوگ کندھے سے کندھے لگاتے ہوئے چلتے ہیں اور تمہاری باچھیں یونہی کِھل جاتی ہیں۔ گویا تمہارے گھر میں ہُن برس [6] گیا تو اجتماع میں اللہ تعالیٰ نے خوشی رکھی ہے۔ حضرت خلیفۂ اوّل فرمایا کرتے تھے کہ ایک مولوی میلوں کے خلاف بہت وعظ کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ بدعت ہے، دُنیا گمراہ ہوگئی لوگوں نے سنت کو چھوڑ دیا۔ وہ کوئی مہینہ بھر پہلے یہی شور مچاتا رہتا مگر جب میلہ کا دن آتا تو جُبّہ پہنے دوڑتا ہؤا میلہ کی طرف چل دیتا اور جب کوئی پوچھتا کہ مولوی صاحب کہاں جارہے ہیں تو کہتا دُنیا گمراہ ہوگئی سمجھانے جاتا ہوں اور وہاں کونے میں کھڑا ہوکر تماشہ دیکھنے لگ جاتا اور جب کوئی پوچھتا کہ مولوی صاحب آپ یہاں کہاں؟ تو کہتا کہ حیران کھڑا ہوں کہ کوئی سُنتا ہی نہیں۔ تو ہجوم ایک ذریعہ خوشی کا ہوتے ہیں کسی روتے ہوئے شخص کو میلہ میں لے جاؤ تو اس کی توجہ بھی ادھر ہو جائے گی اور وہ خوش ہو جائے گا۔ حالانکہ ذاتی طور پر اس کے لئے خوشی کا کوئی سامان اس میں نہیں ہوتا۔ خواہ کوئی پیسہ کے پکوڑے بھی میلہ میں جا کر نہ کھائے، خواہ کوئی بچہ میری گو راؤنڈ [7] (MERRY GO ROUND) پر سوار نہ ہو سکے، ایک دھیلے کا کھلونا بھی نہ خرید سکے مگر وہ ماں سے اصرار ضرور کرے گا کہ مَیں میلہ میں ضرور جاؤں گا۔ تو ہجوم میں ایک خوشی انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ پس جو لوگ خدا کی خوشنودی کے لئے جوبلی میں ایک سبق پیدا کرنا چاہتے ہیں انہیں تو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں مگر جو لوگ چاہتے ہیں کہ جوبلی کی تقریب پر ہجوم زیادہ ہو تا وہ زیادہ خوشی حاصل کر سکیں۔ ان کو بھی چاہئے کہ وہ مکان بھی زیادہ خالی کر کے دیں اور خدمات کے لئے زیادہ سے زیادہ نام پیش کریں اور چندے بھی زیادہ دیں۔ ابھی تو مَیں اخباروں میں یہی شور پڑھتا ہوں کہ چندہ پورا نہیں ہؤا۔ پس اگر تمہاری عقیدت سچی ہے تو خوشی کا اظہار ایسے رنگ میں کرو کہ ثواب بھی ہؤا اور خوشی بھی حاصل ہو جائے اور اس کی یہی صورت ہے کہ اپنے مالوں، جانوں

اور مکانوں کی زیادہ سے زیادہ قُربانی پیش کرو۔‘‘ (الفضل ۱۴؍ دسمبر ۱۹۳۹ء)

---

۱ کنز العمال جُز ۱۶ صفحہ ۴۶

۲ بنی اسرائیل :۲۴

۳ عمدة القاری شرح صحیح بخاری کتاب المناقب باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ اپریل ۲۰۰۶ء

۴ المعجم الاؤسط للطبرانی جُز ۵ صفحہ ۳۵۷ مطبع دار الحرمین القاہرہ ۱۴۱۵ھ

۵

۶ ہُن برسنا: دولت برسنا، خوب آمدنی ہونا۔

۷ میری گو راؤنڈ: (MERY-GO-ROUND): A revolving machine with wooden horses or cars for riding on at a fair etc.

یعنی میلے وغیرہ میں بچوں کے سوار ہونے کا گول چکر والا جھولا۔